احکامِ شریعت
امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی
علیہ الرحمۃ
شبیر برادرز اردو بازار لاہور

مسلکِ اہلسنت کے مطابق روزمرہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

تینوں حصے مکمل معہ ملفوظات

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

دیباچہ و موضوع بندی

علامہ عالم فقری

شبیر برادرز ۴۰۔ بی
اردو بازار لاہور

نام کتاب ——— احکام شریعت (مکمل تین حصے)
نام مصنف ——— اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ
ترجمہ عربی ——— محمد اول قادری چشتی
دیباچہ سوانح مصنف ——— عالم فقری
تعداد طبع اول ——— ایک ہزار
سال طباعت ——— ۱۹۸۴ء
زیر نگرانی ——— جناب حاجی انور اختر صاحب

ناشر ——— شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

قیمت ——— -/۵۷ روپے

مطبوعہ ——— خادم پرنٹرز اردو بازار لاہور

در مختار میں ہے:

النفقة جزاء الاحتباس وكل محبوس لنفعة غيره يلزمه نفقة كمفت وقاض و وصى . زيلعي الخ اقول واياك ان تتوهم ان النفقة اذا كانت جزاء الحبس فاذا عدمت عدم وذلك لان وجوبها متفرع عنه فوجوب الاحتباس عليها متقدم على وجوب النفقة عليه لا ان الاحتباس متفرع على الانفاق فان عدم عدم وبالجملة ان كان اللازم فوجوب الانفاق لا وقوعه فبرفع الوقوع لا يرتفع الملزوم . والله تعالى اعلم.

مسئلہ ۹۶ - احکام قرضہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا کسی قرضدار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچہری بابت محنتانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم کے دلادے وہ لینا سوائے سود کے کیسا ہے؟

(ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے لیے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو۔ زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہوگا اس طرح نفع لینے کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(الف) خرچہ جو مدعی کو دلایا جاتا ہے اُسے لینا حرام ہے۔ والمسئلة فی العقود الدریة۔ ہاں قرض دار کاشت کار یا کفار ہوں تو لے سکتا ہے لعدم العصمة واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے نفع لینا چاہے تو مضاربت کر سکتا ہے اتنے روپے تمہیں دیے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ثلث یا ربع یا اس قدر جو حصہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کرو جو اسے نفع ہوگا اتنا حصہ اُسے دینا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۷ - شرعی باپ کے ترکے سے محرومی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا وہ اولاد

زید کی اولاد شرعاً متصور ہو کر زید کا ترکہ پائے گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم
رہیں گے، بینوا توجروا۔

الجواب

بچہ اپنی ماں کا یقینی جزء ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجائش نہیں یہ نہیں کہہ سکتے
کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت
جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قائم ہو نظر بحقیقت ظنی ہے۔ اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کالقطعی ہے جس میں تشکیک
مخذول و نامقبول۔ الولد للفراش والناس امناء علی انسابھم۔ ولہذا نسب
پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت
شان ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارے جائیں گے
یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں تو اخباراً فرمایا ان امھتھم الا الّٰئی ولدنھم
اُن کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور حق آباء میں صرف انشاء فرمایا: ادعوھم
لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ "انہیں ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو یہ
زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں" نیز اس فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں
نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہوگا نہ زید کی وان
کان ھنا وجہ اخوانہ ینفصل منھا حیوانا ومنہ ماء مھینا۔ مگر کرامت انسان کے
لیے رب عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے محتاج تربیت ہے، محتاج
تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل بھی ناقص دین بھی ناقص
اور خود دوسرے کی دست نگر و لہذا بچہ پر رحمت کے لیے اثبات نسب میں ادنی بعید سے بعید
ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امر فی نفسہ عند الناس محتمل ہے قطع کی طرف انہیں
راہ نہیں نہایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا اس قدر
اور بھی یہی کہ اُس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر کیونکہ یقین ہوا
ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور
جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہو احتمال اس کی طرف سے

بھی قائم ہے ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے۔ ممکن کہ جن اُس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو۔ ممکن کہ کوئی عمل ایسا بنا ہو۔ ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اُس پر کھل گیا ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادۃً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے زنا کے پانی کے لیے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زنا نہیں ٹھہر سکتے اولاد اُس کی قرار پائی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ہبہ تعبیر کیا کہ یہب لمن یشاء ذکورا اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا ولہٰذا ارشاد ہوا وللعاھر الحجر زانی کے لیے پتھر تو اگر اُس احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ اُن کا کوئی باپ مربی معلم پرورش کنندہ نہ ہوگا لہٰذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادۃً قریب اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادۃً بعید اور شرعاً و اخلاقاً بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اس میں کونسا خلاف عقل و درایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و شرع و اخلاق و رحمت ہے لہٰذا عام حکم ارشاد ہوا کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر لہٰذا اگر زید اقصیٰ مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت اُن میں نکاح منعقد ہوا اُن میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ ہوا بچہ زید ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب یا ولد الزنا نہیں ہو سکتا درمختار میں ہے:

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربي بمشرقیه بینهما سنته فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره کرامة واستخدا اما فتح.

ردالمحتار میں ہے:

قوله بلا دخول المراد نفیه ظاهرا والا فلابد من تصوره وامکانه.

فتح القدیر میں ہے:

والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوة او جنی

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

کان عتبۃ بن ابی وقاص (ای الکافر المیت علی کفرہ) عھد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک (ای کان زنی بھا فی الجاھلیۃ فولدت فادعی اخاہ بالولد) فلما کان عام الفتح اخذہ سعد فقال انہ ابن اخی وقال عبد ابن زمعۃ اخی ابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو لک یا عبد بن زمعۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر وفی روایۃ ھو اخوک یا عبد بن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ اھ مختصرا مزیدا ما بین الھلالین۔

ترجمہ: عتبہ ابن ابی وقاص کافر حالت کفر میں انتقال کر گیا اس نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ زمعہ کا بیٹا میرے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اس کو زمعہ سے لے لینا (اس نے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تو زمعہ نے لڑکا پیدا کیا۔ عتبہ نے اپنے بھائی کو بچہ حاصل کرنے کی وصیت کی) پس جب مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اس بچہ کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور عبد ابن زمعہ نے کہا یہ بچہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے دونوں کے بیان سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ بچہ اے عبد بن زمعہ تیرا بھائی ہے۔ بچہ صاحب فراش یعنی خاوند کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے اور ایک روایت میں ہے وہ تیرا بھائی ہے اے عبد بن زمعہ اس لیے کہ وہ تیرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا۔

بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضائے عدت کر چکی ہو تو اُس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعاً اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ اُن کو ملے گا ہاں جو موت زید سے دو برس کے بعد یا بصورت اقرار زن بانقضائے عدت اُس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں نہ اُس کا ترکہ پائیں در مختار میں ہے:

یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما ای من سنتین ش ہ من وقت الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بھا وان لاکثر منھما من وقتہ لا یثبت بدائع وکذا المقرۃ بمضیھا لو لاقل من اقل مدتہ من وقت الاقرار لتیقن بکذبھا والا لا لاحتمال حدوثہ

بعد الاقرار اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

۹۸ مسئلہ۔ دعوتِ ولیمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں آیا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عقیقہ وختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے اُن سنن کے بلاتے تھے یا نہیں اگر نہیں بلاتے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں، وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھات کی ہے آیا اُن کی کچھ اصلیت ثابت ہے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں اور نیوتے کی رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں، آیا یہ بات کہ شارع علیہ السلام نے دعوت ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور نے متعدد بار اس پر عمل کیا اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اِس کے بدعت سیئہ ہونے کے لیے کافی نہیں؟

الجواب: عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لیے اعلان کا حکم قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ اور دعوت موجب اعلان۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ وہ کہ تائید کما نص علیہ الائمہ قدیما وحدیثا منہم حجۃ الاسلام فی احیاء والعلامۃ سعد فی شرح المقاصد والسید عارف باللہ عبدالغنی فی الحدیقۃ الندیۃ لا جرم۔

ردالمحتار میں فرمایا:

بعق عقیقہ من ق لحمانیا اوطبخہ مع اتخاذ دعوۃ اولا۔

یوہیں ختنہ کا اعلان سنت ہے:

کما ان السنۃ فی الخفاض الخلفاء۔

علمانے دعوتیں گیارہ گنائیں اُن میں دعوت ختنہ و دعوت عقیقہ بھی ہے بعض نے آٹھ گنیں اُن میں یہ دونوں داخل شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

قیل الضیافۃ ثمانیۃ الولیمۃ للعرس والاعذار للختان و العقیقۃ لسابع الولادۃ الخ

علمانے مطلقا اجابت دعوت کو سنت فرمایا ولیمہ ہو یا اور بنایہ پھر طحطاوی پھر ردالمحتار میں ہے